غزل

اسما

(جناب الم مظفر نگری)

کئے خاکِ پر پروانہ نے پھر بال و پر پیدا
فضائے بزم کے ذروں میں ہے رقصِ شرر پیدا

نگاہِ ناز جب کرتی ہے کوئی نشتر پیدا
ذرا سینہ بھی کر لیتا ہے اک تازہ جگر پیدا

جو خود ہی خالقِ صد جلوہ ہو ہنگامِ نظارہ
تو کر ہر اک نظر میں اپنی وہ تابِ نظر پیدا

تمہیں کس طرح سمجھادوں شبِ عشرت کے دیوانو!
ہر اک لمحے سے شامِ غم کے ہوتی ہے سحر پیدا

یہ ثابت ہو رہا ہے جنبشِ پیہم سے ذرّوں کی
کرے گی خاکِ ویرانہ کسی دن بام و در پیدا

بھٹکتا ہی رہے گا اپنی منزل پر نہ پہنچے گا
نہیں ہیں رہروی سے جس کی آدابِ سفر پیدا

بہارِ عشق پرور ہے شگفتہ خاطری اس کی
گلوں کی طرح کر لیتا ہے جو چاکِ جگر پیدا

نئے سر سے نظامِ بزمِ وحشت پھر بدل جائے
اگر ہو جائے صحرا میں کوئی شوریدہ سر پیدا

نہیں بیکار رہتے انتظارِ موجِ طوفاں میں
شناور آپ کر لیتے ہیں ساحل سے بھنور پیدا

ڈبو دیتا ہوں ساحل کو کبھی امواجِ طوفاں میں
کبھی کرتا ہوں خود ساحل بھنور میں ڈوب کر پیدا

ہزاروں منزلیں کرتا ہے طے پانی کا اک قطرہ
صدف میں تب کہیں ہوتا ہے تابندہ گہر پیدا

وہ ناکامِ تمنا رہ نہیں سکتا محبت میں
نظر ہی سے جو کر لیتا ہے مقصودِ نظر پیدا

سرشتِ نرم کو کیا واسطہ جبر و تشدد سے
رگِ گل کر نہیں سکتی مزاجِ نیشتر پیدا

حقیقت شمعِ ویرانہ کی کھل جائے گی دم بھر میں
الم ہونے تو دے محفل میں آثارِ سحر پیدا